فلسفہ شریعت

مولانا ابوالکلام آزادؒ

مقاصدِ حج اور اُمتِ مسلمہ کا قیام

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا اور اس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کردیا۔

نماز کے متعلق تصریح کی: {إنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ}(العنکبوت:۴۵)

''نماز ہر قسم کی بداخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے۔''

روزے کے متعلق فرمایا: {لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ}

''روزے کے ذریعہ تم لوگ پرہیزگار بن جاؤ گے۔''

زکوٰۃ کی نسبت بیان کیا:

{خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا} (التوبہ:۱۰۳)

''ان کے مال و دولت میں سے ایک حصہ بطورِ صدقہ لے لو، کیونکہ تم اس کے ذریعہ ان کو بخل اور حرص و طمع کی بداخلاقیوں سے پاک و صاف کرسکو گے۔''

مختلف احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کردی:

الصدقة أوساخ المسلمین... تؤخذ من أغنیائهم وتردّ علی فقرائهم [①]

''صدقہ مسلمانوں کا میل ہے، ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے محتاجوں کو دے دیا جاتا ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حج کے فوائد و منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا:

---

① یہ کوئی مستقل حدیث نہیں، بلکہ دو ٹکڑے ہیں جو دو الگ احادیث سے لئے گئے ہیں۔ نیز مذکورہ حدیث کا پہلا ٹکڑا کتبِ احادیث میں إنما الصدقة أوساخ الناس (موطا:۱۵۹۲) یا أیدی الناس (مسند:۱۴۷۸۲) وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ أوساخ المسلمین کے الفاظ کسی روایت میں نہیں ہیں۔ اسی طرح حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں إلی فقرائهم کی بجائے علی فقرائهم (بخاری: ۱۳۰۸) في فقرائهم (مسلم:۲۷) علی فقیرهم (بخاری:۶۸۲۴) توضع فی فقرائهم (نسائی:۲۴۵۷) کے الفاظ ہیں۔ ادارہ

www.KitaboSunnat.com

{لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ} (الحج:۲۸)

''حج کا مقصد یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد کرلیا کریں۔''

حج اور بین الاقوامی تجارت

اس آیت میں قرآنِ حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا ہے، ان سے اجتماعی واقتصادی فوائد مراد ہیں، اور یہ حج کا ایک ایسا اہم مقصد ہے کہ ابتدا میں جب صحابہ کرام ؓ نے دینی مقاصد کے منافی سمجھ کر اسے بالکل چھوڑ دینا چاہا تو اللہ نے ایک خاص آیت نازل فرمائی:

{لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ} (البقرۃ:۱۹۸)

''اگر زمانۂ حج میں تجارتی فوائد حاصل کرو تو اس میں مذاہب کا کوئی نقصان نہیں۔''

قرآنِ حکیم کا عام طرزِ خطاب یہ ہے کہ وہ جزئیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا۔ اس کی توجہ ہمیشہ اہم باتوں کی طرف مبذول رہتی ہے۔ اس بنا پر خداوندِ تعالیٰ نے جس قسم کی تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اس کی ترغیب و حوصلہ افزائی کی، وہ عرب کی اقتصادی و تمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھا۔ عرب اگرچہ ایک بادیہ نشین اور غیر متمدن قوم تھی، تاہم معاش کی ضرورتوں نے اس کو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنی تجارت کی طرف ابتدا ہی سے متوجہ کردیا تھا۔ قریش کا قافلہ عموماً شام وغیرہ کے اَطراف میں مال لے کر جایا کرتا تھا، اور ان لوگوں نے وہاں کے رہنے والوں سے مستقل طرز پر تجارتی تعلقات پیدا کرلئے تھے۔ خود مکہ کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ متعدد بازار قائم تھے اور وہ حج کے زمانے میں اچھی خاصی تجارتی منڈی بن جاتے تھے۔ پس اہل عرب کو نفسِ تجارت کی طرف متوجہ کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیت پیدا کرنا چاہتا تھا، اس کی گرم بازاری کے لئے عکاظ، ذوالمجنۃ اور ذوالمجاز کی وسعت کافی نہ تھی، وہ دنیا کی تمام متمدن قوموں کی طرح تجارت بین الاقوام کا مستقل سلسلہ قائم کرنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ عنقریب آفتابِ اسلام حجاز کی پہاڑیوں سے بلند ہو کر تمام بحر وبر پر چمکنے والا ہے!!

پس اس آیتِ کریمہ میں جن اقتصادی و تجارتی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ ایک وسیع بین الملی تجارت کا قیام ہے۔ ورنہ اہل عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے، وہ تو ہر حالت میں قائم رکھی جاسکتی تھی، اور قائم تھی۔ البتہ تجارت بین الاقوام کا سلسلہ بالکل قیامِ امن و بسطِ عدل

www.KitaboSunnat.com

واجتماعِ عام پر موقوف تھا، اس لئے جب کامل امن وامان قائم ہو گیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کردیے تو اس وقت اللہ نے مسلمانوں کو تمدن کی اس منفعتِ عظیمہ کی ترغیبِ عام دی۔

مقاصدِ اعلیٰ و حقیقیہ

لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآنِ حکیم کا ایک طرزِ خطاب اور بھی ہے جو صرف خواص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآنِ حکیم کا عام اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ جن مطالب کو عام طور پر ذہن نشین کرنا چاہتا ہے یا کم از کم وہ ہر شخص کی سمجھ میں آسکتے ہیں، ان کو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کردیتا ہے۔ لیکن جن مطالبِ دقیقہ کے مخاطب صرف خواص ہوتے ہیں اور وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے، ان کو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا ہے۔

مقاصدِ حج میں 'تجارت' ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق ہر شخص کے ساتھ تھا، اور اس کے فوائد و منافع عام طور پر سمجھ میں آسکتے تھے، اس لئے خدا نے اس کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ لیکن حج کا ایک اہم مقصد اور بھی تھا جس کو اگرچہ صراحتاً بیان نہیں کیا گیا، لیکن قدم قدم پر اس کی طرف اس کثرت سے اشارے کئے گئے کہ اگر ان تمام آیتوں کو جمع کردیا جائے تو کئی صفحے صرف انہی سے لبریز ہوجائیں......!!

حقائق و معارفِ الٰہیہ کے اظہار میں قرآن حکیم نے عموماً اسی قسم کا طرزِ خطاب اختیار کیا ہے جس سے باوجود ایہام کے حقیقت کا چہرہ بالکل بے نقاب ہوجاتا ہے: {وَمَا يَعْقِلُهَا إِلاَّ الْعَالِمُوْنَ} (العنکبوت:۴۳) سفر حج در حقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعہ انسان تجارت بھی کرسکتا ہے، علمی تحقیقات بھی کرسکتا ہے، جغرافیہ اور سیاحتِ علمیہ کے فوائد بھی حاصل کرسکتا ہے، مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہوسکتا ہے، ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہوسکتے ہیں، اشاعتِ مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے، سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت، و انسدادِ مظالم و فتن، و قلع و قمعِ کفار و مفسدین ، و اعلانِ جہاد **فی سبیل الحق والعدالة** کے لئے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمعِ عمومِ اہل ارض کا حکم رکھتا ہے۔

اُمتِ مسلمہ

لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اور ان تمام ترقیوں کا سنگِ بنیاد ایک خاص اُمتِ مسلمہ اور حزبُ اللہ کا پیدا کرنا اور اس کا استحکام و نشوونما تھا۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے حج کا مقصد اوّلین اسی کو قرار دیا تھا:

{رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَأَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ} (البقرہ:۱۲۸)

''خدایا! ہم کو اپنا فرمان بردار بنا، ہماری اولاد میں سے اپنی ایک امتِ مسلمہ پیدا کر، اور اگر ہم سے اس فرماں برداری میں کوئی لغزش ہو تو اس کو معاف فرما، تو بڑا مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔''

لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے، اس میں دو قوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں: آب و ہوا اور مذہب۔ آب و ہوا اور جغرافیانہ حدودِ طبیعیہ اگرچہ قومیت کے تمام اجزا کو نہایت وسعت کے ساتھ اِحاطہ کرلیتے ہیں، لیکن ان کے حلقہ اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی۔ یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصہ دنیا میں نشوونما پائی ہے، اور آب و ہوا کے اثر نے ان کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کردیا ہے۔ لیکن مذہب کا حلقہ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے۔ وہ ایک محدود قطعہ زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا بلکہ دنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگہ دیتا ہے۔ کہ آب و ہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا مگر مذہب کا اَبرِ کرم اپنے سائے میں تمام دنیا کو لے لیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کررہے تھے۔ اس کا مایۂ خمیر صرف مذہب تھا، اور اس کی روحانی ترکیب عنصر آب وہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی۔ جماعت قائم ہوکر اگرچہ ایک محسوس مادّی شکل میں نظر آتی ہے، لیکن درحقیقت اس کا نظامِ ترکیبی بالکل روحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے۔ جس کو صرف جذبات وخیالات، بلکہ عام معنوں میں صرف قوائے دماغیہ کا اتحاد و اشتراک ترتیب دیتا ہے۔ اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطہ اتحاد کے سررشتہ کو مستحکم کیا:

{إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَوَصّٰى بِهَا إِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يَا بُنَيَّ

www.KitaboSunnat.com

إنَّ اللهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّيْنَ فَلاَ تَمُوْتُنَّ إلاَّ وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ}

”جبکہ ابراہیم سے اس کے خدا نے کہا کہ صرف ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مسلم ہوا پروردگارِ عالم کے لئے۔ اور پھر اسی طریقہ اسلامی کی انہوں نے اور یعقوبؑ نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا کہ خدا نے تمہارے لئے ایک نہایت برگزیدہ دین منتخب کردیا ہے۔ تم اس پر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔“ (البقرۃ:۱۳۱،۱۳۲)

نشاۃِ اولیٰ

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعہ عقائد کو مجسم طور پر دنیا کی فضاے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے اور اس کے ذریعہ اپنی قومیت کے قدیم عہدِ مودّت کو تازہ کرتی ہے، اس لئے انہوں نے اس جدید النشاۃ قومیت کے ظہور و تکمیل کے لئے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانہ تیار کیا:

{إذْ يَرْفَعُ إبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ} (البقرۃ:۱۲۷)

”جب ابراہیم اور اسماعیل خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دعا ان کی زبانوں پر تھی: خدایا ہماری اس خدمت کو قبول کرلے! تو دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے۔“

یہ صرف اینٹ پتھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا، اس لئے جب وہ تیار ہو گیا تو انہوں نے اس جماعت کے پیدا ہونے کی دعا کی: {رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ} اب یہ قوم پیدا ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعہ اس روحانی سررشتہ حیات کو اس کے حوالے کردیا:

{وَوَصّٰى بِهَا إبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ إنَّ اللهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلاَ تَمُوْتُنَّ إلاَّ وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ} (البقرہ:۱۳۲)

”اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ دونوں نے اس روحانی طریقہ نشوونما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ خدا نے تمہارے لئے ایک برگزیدہ دین منتخب فرما دیا ہے، تم اسی پر قائم رہنا۔“

{إذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ إذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ إلٰهَكَ وَإلٰهَ اٰبَائِكَ إبْرَاهِيْمَ وَإسْمَاعِيْلَ وَإسْحٰقَ إلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ}

”اور پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اور اس آخری وقت میں انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: میرے بعد کس چیز کی پوجا کرو گے؟ انہوں نے

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق کے خداے واحد کی عبادت کریں گے، اور ہم اسی کے فرمانبردار بندے ہیں۔'' (البقرہ:۱۳۳)

آثارِ قائمہ و ثابتہ

اب اگرچہ یہ جماعت دنیا میں موجود نہ تھی اور اس کے آثارِ صالحہ کو زمانے نے بے اثر کردیا تھا:

{تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ} (البقرۃ: ۱۳۴)

''وہ قوم گذر گئی، اس نے جو کام کئے اس کے نتائج اس کے لئے تھے، اور تم جو کچھ کروگے اس کے نتائج تمہارے لئے ہوں گے۔''

لیکن اس کی تربیت و نشوونما کا عہدِ قدیم اب تک دستبردِ زمانہ سے بچا ہوا تھا، اور اپنے آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا۔ اس کے اندر اب تک آبِ زمزم لہریں لے رہا تھا، صفا و مروہ کی چوٹیوں کی گردنیں اب تک بلند تھیں، مذبحِ اسماعیل اب تک مذہب کے گرم خون سے رنگین تھا، حجر اسود اب تک بوسہ گاہِ خلق تھا، مشاعرِ ابراہیم اب تک قائم تھے، عرفات کے حدود میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی، غرض کہ اس کے اندر خدا کے سوا سب کچھ تھا اور صرف اسی کے جمالِ جہاں آرا کی کمی تھی۔ اس لئے اس کی تجدید و نفخِ روح کے لئے ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا سب سے آخری نتیجہ ظاہر ہوا۔ اُنہوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھتے ہوئے دعا کی تھی:

{رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيْهِمْ إِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ} (البقرۃ:۱۲۹)

''خدایا! ان کے درمیان انہی لوگوں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ وہ ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کے نفوس کا تزکیہ کردے تو بڑا صاحبِ اختیار اور صاحبِ حکمت ہے۔''

چنانچہ اس کا ظہور وجودِ مقدس حضرت رحمۃ للعالمین و خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت میں ہوا، جو ٹھیک ٹھیک اس دعا کا پیکر و ممثل تھا:

{هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِيْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهِ وَيُزَکِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ} (الجمعۃ:۲)

www.KitaboSunnat.com

"وہ خدا جس نے ایک غیر متمدن قوم میں سے اپنا ایک رسول پیدا کیا جو اللہ کی آیات اس کو سناتا ہے، اس کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے، اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

پس اُنہوں نے جو قوم پیدا کردی تھی، اس کے اندر سے ایک پیغمبر اُٹھا۔ اس نے اس گھر میں سب سے پہلے خدا کو ڈھونڈنا شروع کیا، لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھپ گیا تھا۔ فتح مکہ نے اس انبار کو ہٹادیا تو خدا کے نور سے قندیلِ حرم پھر روشن ہو گئی۔ وہ قوم جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی، اس پیغمبر کے فیض صحبت سے بالکل مزکیٰ وتربیت یافتہ ہو گئی تھی۔ اب ایک مرکز پر جمع کرکے اس کے مذہبی جذبات کو صرف جلادینا باقی تھا۔ چنانچہ اس کے خانہ کعبہ کے اندرلا کر کھڑا کردیا گیا، اوراس کی مقدس قدیم مذہبی یادگاروں کی تجدید واحیا سے اس کے مذہبی جذبات کو بالکل پختہ و مستحکم کردیا، کبھی ان سے کہا گیا:

{إنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا} (البقرۃ:۱۵۸)

"صفا و مروہ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں ہیں، پس جو لوگ حج یا عمرہ کرتے ہیں، اُن پر اِن دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

کبھی ان کو مشعر حرام کی یاد دلائی گئی:

{فَإذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ} (البقرۃ:۱۹۸)

"جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک خدا کی یاد کرو۔"

خانۂ کعبہ خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار تھی، لیکن اسکی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا:

{فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إبْرَاهِيْمَ} (آل عمران:۹۷)

"اس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک نشانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔"

لیکن جو لوگ خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے، ان کے نقش پا سجدہ گاہ خلق ہونے کے مستحق تھے، اس لئے حکم دیا گیا: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى} (البقرۃ:۱۲۵)

"اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنا مصلیٰ بنالو۔"

مادّی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کے لئے کی جاتی ہے، لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کرسکتی ہیں۔ اس لئے ان کے ادب واحترام کو

www.KitaboSunnat.com

اتقاء و تبصر کی دلیل قرار دیا گیا:

{وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ} (الحج:٣٢)

{وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ} (الحج:٣٠)

''اور جو لوگ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاروں کی تعظیم کرتے ہیں، تو یہ تعظیم ان کے دلوں کی پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہے۔ اور جو شخص خدا کی قرار دی ہوئی قابل ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے، تو خدا کے نزدیک اس کا نتیجہ اس کے حق میں بہتر ہے۔''

آنحضرت ﷺ ان مقدس یادگاروں کے روحانی اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کر دینا چاہتے تھے، اس لئے خاص طور پر لوگوں کو ان کی طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے:

«هذه مشاعر ابيكم ابراهيم»

''خوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو، کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی یادگاریں ہیں''

اعلانِ تکمیل

جب اسلام نے اس جدید النشاۃ قوم کے وجود کی تکمیل کر دی اور خانہ کعبہ کی ان مقدس یادگاروں کی روحانیت نے اس کی قومیت کے شیرازہ کو مستحکم کر دیا، تو پھر ملتِ ابراہیمی کی فراموش کردہ روِش دکھا دی گئی:

{فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ} (آل عمران:٩٥)

''پس ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو جو صرف ایک خدا کے ہو رہے تھے۔''

اب تمام عرب نے ایک خطِ مستقیم کو اپنا مرکز بنالیا، اور قدیم خطوط منحیہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اس کے بعد خدائے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا سب سے بڑا احسان پورا ہو گیا:

{اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْنًا}

''آج میں نے تمہارے اس دین کو کامل کر دیا جس نے تم کو ایک قومیت کے رشتے میں منسلک کر دیا ہے، اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے کر دیئے، اور تمہارے لئے صرف ایک دین اسلام ہی کو منتخب کیا۔'' (المائدۃ:٣)

(ہفت روزہ الہلال: ٢٨/ اکتوبر ١٩١٣ئ)

www.KitaboSunnat.com